احادیث میں انفرادی اخلاقی منہیات کے مقاصد وحِکم، ایک تحقیقی مطالعہ

Aims and Wisdoms of Individual Moral Prohibitions in Hadiths, A Research Study

Muhammad Shafiq [1]

Dr. Shahzada Imran Ayyub [2]

Abstract:

In societies all around the world, obedience to laws and regulations is inevitable among human beings. In which the rights and duties are determined for every human being, most of which consist of prohibitions. without discrimination in Islamic and non-Islamic societies, the aspect of morality is acceptable to all classes equally, which plays the role of a code of unity and peace in mixed societies. In the Qur'anic teachings, besides the commands which are commanded by Allah Almighty there are also the commandments which are forbidden and they are termed as prohibition (*Nawāhi*). In the same way, these prohibitions are also mentioned in the hadiths and the hadiths related to the prohibitions in the collection of hadiths in which the moral aspects have been highlighted. If these prohibitions are being implemented then surely these societies can become a symbol of peace and harmony.

Keywords: *Determined, Prohibitions, Discrimination, Forbidden, Implemented, Symbol*

شریعت اسلامی میں معاشروں کی اصلاح کے لیے جہاں افراد کے مابین انجام پانے والے ہمہ جہت ضابطوں کو بیان کیا گیا ہے اور اس کے لیے قرآن کریم میں انسانی دستورِ حیات کا خاکہ موجود ہے وہاں احادیث رسول ﷺ میں زندگی کے دیگر زاویوں کی طرح اخلاقی پہلوؤں کو بھی تشنہ نہیں چھوڑا گیا۔ نبی آخر الزمان ﷺ کے ارشادات گرامی سے اوامر ونواہی کی اہمیت کو بخوبی جانا جا سکتا ہے۔ آپ ﷺ سے منقول نواہی کو محدثین نے کتب احادیث میں جمع کر دیا ہے جو نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کے لیے بیان فرمائے اور یہ منہیات ایک فرد سے لیکر مقتدر شخصیات تک کے لیے موجود ہیں۔

یہ بات مسلمہ ہے کہ معاشرتی اور اجتماعی زندگی کے بنانے اور سنوارنے میں اخلاق کو نمایاں حیثیت حاصل ہے، بلکہ معاشرت کی پہلی اینٹ اخلاق حسنہ ہی ہے۔ حسن اخلاق کے بغیر انسان نہ صرف یہ کہ انسان نہیں رہتا بلکہ درندگی پر اتر آتا ہے، ایسا کوئی انسان نہیں جو زندگی بھر دوسروں سے الگ تھلگ رہے، اسے دوسروں کے ساتھ واسطہ نہ پڑے۔ انسان کو اپنے دور حیات میں بدی اور نیکی سے واسطہ پڑتا رہتا ہے نیکی کا اختیار کرنا اسے انسانی مدارج میں بلند مقام تک پہنچاتا ہے اور بدی سے اجتناب کر کے وہ انسانی مقام پر فائز رہ سکتا ہے اسی

[1]. Ph.D Scholar, Dept. of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore

[2]. Associate Professor, Dept. of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore

کا نام اخلاق ہے۔ کسی بھی معاشرہ کی کامیابی اور ناکامی میں اخلاق کا بڑا عمل دخل ہے اور انسان کی انفرادی واجتماعی زندگی میں اس کے اثرات نمایاں نظر آتے ہیں۔

اخلاق کا مفہوم

لفظ اخلاق خُلق کی جمع ہے۔ خلق کا لفظ عام طور پر عادت، خصلت کے معنٰی میں استعمال ہوتا ہے۔ امام راغب اصفہانی □ لکھتے ہیں:

''خلق کا معنٰی شکل وصورت پر بولا جاتا ہے جن کا تعلق بصر سے ہوتا ہے اور خلق کا لفظ ایسے اخلاق وعادات جو بصیرت سے حاصل ہوتے ہیں ان کے لیے خاص کیا گیا ہے۔''[1]

قرآن کریم میں ہے:

''وإنكَ لعلىٰ خلق عظيم۔''[2]

''اور بے شک آپ اخلاق کے بلند ترین مرتبے پر ہیں۔''

ابن منظور افریقی □ اخلاق کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں کہ الخلق یعنی خلق اور خلق اس کے معنٰی طریقہ زندگی، طبیعت اور عادت کے ہیں در حقیقت یہ انسان کی باطنی صورت کا نام ہے جو اس کا نفس ہوتا ہے اور اس کے اوصاف اس کے خاص معنٰی میں اس کے ظاہری صورت کے قائم مقام ہوتے ہیں اور اس کے ظاہری اور باطنی، اچھے اور برے اوصاف ہوتے ہیں اور انہی پر جزا و سزا کا تعلق ہے جو کہ زیادہ تر اس کے باطنی اوصاف سے تعلق رکھتے ہیں اور ظاہری اوصاف سے ان کا تعلق باطنی سے کم ہوتا ہے۔''[3]

امام غزالی □ لکھتے ہیں:

''خلق نفس کی اس راسخ کیفیت کا نام ہے جس سے تمام افعال بلا تکلف صادر ہوں ان کے کرنے کے لیے سوچ وبچار کے تکلف کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔''[4]

انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا میں درج ہے:

"Ethics is the branch of philosophy that is concerned with what is morally good and bad, right and wrong; synonym for it is moral philosophy. The word ethics signifies not only certain branch of philosophic study but also the object of subject matter of that study."[5]

---

[1] ۔راغب اصفھانی، حسین بن محمد، مفردات ألفاظ القرآن، مكتبۃ فیاض للتجارۃ، قاھرہ، 1430ھ، ص:214
Raghib Asfahāni, Hussain Bin Muhammad, *Mufradāt Alfāz Al-Qurān*, Cairo, Maktabah Fiaz Littijārah, 1430H, P:214

[2]. القلم 4:68 Al-Qalam, 68:4

[3]. ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب، دار صادر، بیروت، 1414ھ، 10:86-87
Ibn Manzaoor, Muhammad Bin Mukaram, *Lisān ul Arab*,Dar Sadir,Beirut,1414 Hj,10:86-87

[4]. الغزالی، محمد بن محمد، إحیاء علوم الدین، دار المعرفۃ، بیروت، س-ن، 53/3
Al Ghazali, Muhmmad Bin Muhmmad, *Ihyā Uloom-ud-Dīn*, Dār Al-Mārifah, Beirut, 53/3

[5]. Encyclopedia Britannica, London, William Benton , 15th ed.1974,976,977/6

''اخلاقیات فلسفہ کا ایسا شعبہ ہے جو اچھائی اور بدی کے متعلق ہے اور اس کا مترادف اخلاقی فلسفہ ہے۔اخلاق کی اہمیت انسانی کردار کے بنیادی مسائل کا منظم مطالعہ یعنی سائنس ہے،اسے اخلاقی فلسفہ بھی کہا جاتا ہے۔''

'نہی' کا مفہوم

ابو عبدالرحمن خلیل بصری لکھتے ہیں:

''امر کے متضاد اصطلاح ہے جیسے آپ کہتے ہیں:''میں نے اسے اس کام سے منع کیا۔''[1]

اسماعیل بن حماد فارابی یوں بیان کرتے ہیں:

''کہا جاتا ہے کہ میں نے اسے منع کیا'' وہ اس کام سے رک گیا اور وہ برائی سے باز آگیا۔''[2]

مذکورہ بالا تعریفات سے معلوم ہوتا ہے کہ نہی کسی چیز سے روکنا یا منع کرنا ہے اور شرعی اصطلاح میں شارع کے منع کردہ احکام و خطابات کو نہی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔اسی طرح نبی کریم ﷺ کے خطابات میں جہاں جہاں 'نہی' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے ان عبارات کے مجموعات کو منہیات کے نام سے موسوم کی جاتا ہے۔ جس کی امثال درج ذیل ہیں:

خودغرضی:

خود غرضی کسی کا ایسا برتاؤ ہوتا ہے جس میں حد سے زیادہ یا کسی بھی فکر سے بالاتر ہو کر ایک شخص اپنے ذاتی مفاد، بہتری اور سکون پر توجہ دے۔یہ ایک منفی قدر کی نمائندگی کرتی ہے، ایک مثبت احساس یا یقین کے برعکس ہے جو عام انسانی اقدار لوگوں کے طرز عمل اور زندگی میں نمائندگی کرتے ہیں۔حدیث مبارکہ میں اس کی ممانعت آئی ہے، حضرت عبداللہ سے روایت ہے:

نَهَى رسول اللهِ ﷺ عن صومَيْن، وعن صلاتَيْن، وعن لباسَيْن، وعن مطعمَيْن، وعن نكَاحيْن، وعن بيْعتَيْن: فأَما اليَومان فيَوم الفطر ويَوم الأَضحى، وأَما الصلاتان فصلاةٌ بعد الغداةِ حتى تطلع الشمس، وصلاةٌ بعد العصر حتى تغرب الشمس، وأَما اللباسان فأَن يَحتبيَ في ثوب واحد، ولا يَكُون بيْن عورتهِ وبيْن السماء شيْء، فتدعى تلكَ الصماء، وأَما المطعمان فأَن يأْكُل بشمالهِ ويَمينهُ صحيحةٌ، ويأْكُل متكِئًا، وأَما البيْعتان فيَقول الرجل: تبيع لي وأَبيع لكَ، وأَما النكَاحان فنكَاح البغيِّ، ونكَاح على الخالةِ والعمةِ ".[3]

''رسول اللہ ﷺ نے دو روزوں، دو نمازوں، دو لباس، دو کھانوں، دو نکاحوں، دو سودوں سے منع فرمایا ہے، دو دن سے مراد یوم الفطر اور یوم الاضحیٰ، دو نمازوں سے مراد صبح کی نماز یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے اور عصر کی نماز یہاں تک کہ سورج غروب

---

1. البصري، الخليل بن أحمد، كتاب العين، دار ومكتبة الهلال، بيروت، س-ن، 93:4
Al-Basrī, Khalil Bin Ahmad, *Kitāb-ul-Ain*, Dār wa Maktabah Al-Hilāl, 93/4

2. الجوهري، إسماعيل بن حماد، الصحاح، دار العلم، بيروت، 1407ھ، 2517:6
Al Jouhri, Ismāīl bin Hammād, *Al-Sihāh*, Dār-ul-Ilam, Beirut,1407 H, 2517/6

3. الطبراني، سليمان بن أحمد، المعجم الكبير، مكتبة ابن تيمية، قاهرة، س-ن، رقم الحديث: 10087
Al Tibrani, Suleman Bin Ahmad, *Al-Moujam Al-Kabīr*, Cairo, Makatbah Ibne Taimiah, H:10087

ہو جائے،اور دولباسوں سے مراد یہ ہے کہ وہ ایک کپڑے میں گوٹھ لگائے کہ اس کی شرم گاہ اور آسمان کے درمیان کوئی چیز نہ ہو،اس کو صماء بھی کہتے ہیں،اور دو کھانوں سے مراد یہ ہے کہ آدمی اپنے بائیں ہاتھ سے کھائے جبکہ اس کا دایاں ہاتھ صحیح سلامت ہو اور ٹیک لگاکر کھانے سے،اور دو سودوں سے مراد کہ کوئی آدمی یہ کہے کہ تم مجھے یہ چیز فروخت کرو میں آپ کو یہ چیز فروخت کرتا ہوں،اور دو نکاحوں سے مراد فاحشہ اور ایسی عورت سے نکاح کرنا کہ پھوپھی یا خالہ پہلے نکاح میں موجود ہو۔"

محل شاہد: ان افعال کے ارتکاب سے انسان کے اندر خود غرضی، تکبر،دھوکہ دہی، فحش اور رشتوں کی پامالی جیسے قبیح گناہ درآتے ہیں جو کہ اخلاقی بے راہ روی کا پہلو ہیں۔

مقاصد وحکم:

یوم الفطر اور یوم النحر (قربانی) کے دن کھانے اور پینے کی ممانعت کے متعلق متعدد حکمتیں ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔علامہ بستی فرماتے ہیں:

"ان ایام میں کسی بھی قسم کا فرضی، نفلی یا نذر کا روزہ رکھنا بھی منع ہے،کیونکہ یہ کھانے پینے اور خوشی کے دن ہیں۔"[1]

ابن حجر لکھتے ہیں:

"عیدالفطر کو روزہ نہ رکھنے کی حکمت یہ ہے کہ روزوں کے مکمل ہونے کا اظہار کیا جائے اور روزوں کے درمیان فرق کیا جائے اور یہ عیدالاضحیٰ کے دن روزہ نہ رکھنے کی حکمت یہ ہے کہ اس دن قربانی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جاتا ہے،تاکہ اس قربانی کا گوشت کھایا جائے۔"[2]

ابوعبداللہ العتیبی رقمطراز ہیں:

"عیدالفطر کے دن روزہ نہ رکھنے کی حکمت یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے بندوں پر رمضان المبارک کی تکمیل کا احسان کیا ہے،وہ یہ ہے کہ روزہ کی عبادت اور عیدالفطر کے درمیان فرق کیا جائے۔"[3]

عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے دن روزہ نہ رکھنے کے مقاصد و حِکم سے معلوا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے خوشی کے اظہار کے لیے یہ دن مقرر کیا ہے اور قربانی کا دن گوشت کھانے کا دن مقرر کیا ہے تو ہمیں آپ ﷺ کے فرمان کو

---

1 البستی،عیاض بن موسیٰ،شرح صحیح مسلم،إکمل المعلم،دارالوفاء،مصر،1419ھ،94:4
Al-Basti, Ayāz Bin Mūsa, *Shrah Sahīh Muslim Ikmal al Moulam*, Dār ul Wafā, Egypt,1419 H, 94/4

2. ابن حجر،أحمد علی،فتح الباری شرح صحیح البخاری،دارالمعرفہ،بیروت،1379ھ،239/4
Ibn Hajar, Ahmad Bin Ali, *Fath-ul-Bāri Sharah Sahīh Bukhārī*, Dār Al-Mārfah, Beirut,1379 H,239/4

3۔ العتیبي،عبداللہ بن مانع،شرح کتاب الصوم من صحیح البخاری،مکتبۃ العلوم والحکم،السعودیہ،1431ھ،ص:203۔
Al-Utaibi, Abdullah Bin Māne, *Shrah Kitab Al Soom min Sahih Bukhari*, Maktabah al-Ulūm wal Hikam, Al Saudia, 1431 H, p.203

مد نظر رکھتے ہوئے یوم الفطر اور یوم الاضحیٰ کے دن روزہ رکھنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ سورج طلوع ہونے سے قبل اور عصر کی نماز کے بعد نماز پڑھنے کی ممانعت کی حکمت بیان کرتے ہوئے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں:

"مشرکین و مجوسی ان اوقات میں آفتاب کی پرستش کرتے تھے اور اس کو سجدہ کرتے تھے چنانچہ ان کی مشابہت سے بچنے کے لیے اس سے منع کیا گیا ہے۔"[1]

محمد بن صالح العثیمین لکھتے ہیں:

"اس وقت میں نماز پڑھنے کی ممانعت اس وقت تک ہے جب تک کہ یہ ختم نہیں ہوتا ہے، اس لیے کہ یہ وہ وقت ہے جس وقت جہنم بڑکائی جاتی ہے جیسا کہ احادیث نبویہ سے یہ بات ثابت ہے، لہذا اس وقت نماز پڑھنے سے گریز کرنا چاہیے۔"[2]

ٹیک لگا کر کھانے کی ممانعت کے متعلق حدیث میں آپ ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا۔"[3]

سیدنا ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تم میں سے کوئی بائیں ہاتھ سے کھائے اور نہ پئے اس لیے کہ شیطان اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے اور پیتا ہے۔"[4]

سیدنا سلمہ بن اکوع سے روایت ہے:

"ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کے پاس بائیں ہاتھ سے کھایا تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: دائیں ہاتھ سے کھاؤ، وہ کہنے لگا میں نہیں کھا سکتا، آپ ﷺ نے فرمایا: تو کھا نہ سکے، اس نے دراصل تکبر میں ایسا کہا تھا، پھر وہ اپنا داہنا ہاتھ اپنے منہ تک (کبھی) نہیں اٹھا سکا۔"[5]

حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ ٹیک لگا کر اور بائیں ہاتھ سے کھانا اور پینا شریعت اسلامیہ کی نگاہ میں ناپسندیدہ اور ناجائز عمل ہے۔ اسی طرح دو کپڑوں کی ممانعت کے بارے میں صاحب ہدایۃ القاری لکھتے ہیں کہ "دو کپڑوں (لباس) کی ممانعت سے متعلق حکمت یوں بیان کی گئی ہے کہ انسان کے دونوں ہاتھ اس طرح کپڑے میں لپٹے ہوں کہ وہ باہر نہ نکل سکیں، ایسی حالت میں انسان معمولی سی ٹھوکر لگنے

---

[1] ۔ شاہ ولی اللہ، أحمد بن عبد الرحیم، حجۃ اللہ البالغۃ، دار الجیل، بیروت، 1426ھ، 2:33

Shah Wali Ullah, Ahmad Bin Abdul Rahīm, *Hujjatullah Al-Bālighah*, Dār Al-Jail, Beirut,1426 H, 33/2

[2] ۔ العثیمین، محمد بن صالح، مجموع فتاوی، دار الثریا، الریاض، 2005م، 2:343

[3] ۔ بخاری، محمد بن إسماعیل، الجامع الصحیح، دار طوق النجاۃ، 1422ھ، باب الأکل متکئا، رقم الحدیث: 5398

Bukhari, Muhammad Bin Ismail, Al-Jāme Al-Sahīh, Dār touq Al-Nijāh, 1422 H, H:5389

[4] . مسلم، بن حجاج، الجامع الصحیح، باب آداب الطعام والشراب، رقم الحدیث: 106-2020

Muslim Bin,Al-Hujjāj, Al-Jāme Al-Sahīh, Ch. Adāb Al-ta’ām wa Al-Sharāb, H:106-2020

[5] ۔ ایضاً، رقم الحدیث: 107–2021

Ibid, H:107-2021

سے گر پڑتا ہے۔اسے پتھر سے تشبیہ دی گئی ہے جس میں کسی طرف سے کوئی سوراخ یا شگاف نہیں ہوتا۔احتباء کی یہ صورت ہے کہ انسان اس طرح گوٹھ مار کر بیٹھ جائے کہ اس کی شرمگاہ ننگی ہو، اگر ستر کھلنے کا اندیشہ نہ ہو تو اسے اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں۔[1]

دو کپڑوں کی ممانعت کی حکمت بیان کرتے ہوئے ابن حجر ؒ لکھتے ہیں:

جب چادر اس طرح بدن پر لپیٹی جائے کہ ہاتھ بندھ جائیں اور ان کے باہر نکلنے کا کوئی راستہ نہ رہے اس طرح چادر لپیٹنے سے نقل و حرکت میں بہت دشواری ہوتی ہے۔یہ ایک ناپسندیدہ عمل ہے، کیونکہ ضرورت کے وقت ہاتھوں کا باہر نکلنا مشکل ہوتا ہے جس سے نقصان کا اندیشہ ہے۔[2]

ابن قدامہ ؒ بیوی اور اس کی خالہ، بیوی اور اس کی پھوپھی، بیوی اور اس کی سگی بہن سے بیک وقت نکاح کی ممانعت کے متعلق حکمت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"عورت اور اس کی پھوپھی، عورت اور اس کی خالہ اور سگی دو بہنوں کو جمع کرنے کی ممانعت اور علت یہ ہے کہ عزیز و اقارت کے درمیان دشمنی و عداوت جنم لیتی ہے، جو قطع رحمی تک پہنچ جاتی ہے۔"[3]

ابن حبان کی ایک روایت ہے:

"رسول اللہ ﷺ نے پھوپھی اور خالہ کی موجودگی میں ان کی بھتیجی یا بھانجی سے نکاح کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اس کی علت و حکمت یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر تم ایسا کرو گے تو قطع رحمی کے مرتکب ہوں گے۔"[4]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خالہ اور بھانجی، بھتیجی اور پھوپھی کو بیک وقت نکاح میں نہیں رکھا جاسکتا کیونکہ ایسا کرنے سے انسان قطع رحمی جیسے گناہ کا مرتکب ہوتا ہے۔مذکورہ حدیث میں وارد معاشرتی اخلاقی منہیات سے اجتناب کرنا ایک اسلامی معاشرہ کے لیے بہت ضروری ہے تاکہ انفرادی اور اجتماعی طور پر غیر اخلاقی امور کا خاتمہ ہو اور پرامن معاشرہ وجود میں آسکے۔

---

1 عبدالستار حماد، حافظ، ہدایۃ القاری شرح صحیح البخاری، دارالسلام، لاہور، س۔ن، 283:8
Abdul Sattar Al-Hammād, *Hidāyah Al-Qāri Sharah Sahi Al-Bukari*, Lahore, Darussalam, 283/8

2 ابن حجر، فتح الباری، 477/1
Ibn Hajar, *Fath-ul-Bārī*, 477/1

3 ابن قدامہ، عبداللہ بن احمد، المغنی، مکتبۃ القاھرۃ، 1388ھ، 115/7
Ibne Qudāmah, Abdullah Bin Ahmad, *Al Mughni*, Maktabah Al-Qahira, 1388 H, 115/7

4۔ ابن حبان، محمد بن حبان، الصحیح، مؤسسہ الرسالۃ، بیروت، 1414ھ، 425/9
Ibne Habbān, Muhammad Bin Habbān, *Al-Sahīh*, Muassah Al-Risālah, Beirut , 1414 H, 425/9

طبع آزاری

انسانی فطرت اور مزاج میں ہے کہ جب بدبودار چیز دیکھتا ہے یا کھاتا ہے تو اس کی طبیعت بوجھل اور ناساز ہو جاتی ہے پھر وہ اس سے نفرت کرنے لگتا ہے۔اس چیز کو بہت ناپسند کیا گیا ہے کہ آدمی بدبودار چیز کھا کر مسجد میں آئے یا کسی مجلس میں جائے،لوگ بدبو کی وجہ سے نفرت اور کراہت محسوس کرتے ہیں۔اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور پوری رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ذیل میں اسی سے متعلق حدیث ملاحظہ کیجیے۔حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے:

أَن رسول اللهِ ﷺ«نَهَى يوم خَيْبَر عن أَكْل الثوم، وعن لحوم الحمر الأَهْلِيَّةِ»[1][عن الجلالةِ، وعن رُكُوبِهَا وأَكْل لحومهَا][2]

''رسول اللہ ﷺ نے غزوہ خیبر کے موقع پر لہسن اور گھریلوں گدھوں کا گوشت [نجاست کھانے والا جانور اور اس پر سواری کرنے اور اس کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔'']

محل شاہد: نجاست ظاہری و باطنیہ سے طبعی احوال کو مبرا رکھنا اور اخلاقی طور پر میلان طبع کو نفاست پر آمادہ کرنا۔

مقاصد و حکم:

بدبودار چیز جیسے پیاز اور لہسن وغیرہ ہے اس کو کھانے سے فرشتے نفرت کرتے ہیں طبیعت میں ناگواری محسوس ہوتی ہے اور لوگ کراہت محسوس کرتے ہیں۔کتب حدیث میں گدھے کا گوشت، لہسن کھانے کے متعلق متعدد حکمتیں بیان کی گئی ہیں۔قسطلانی لکھتے ہیں کہ گھریلو گدھے کا گوشت کھانے کے علت و حکمت واضح ہے فرمان نبوی ﷺ ہے،کیونکہ یہ پلید اور نجس ہے۔''[3]

ابن بطال پالتو گدھے کا گوشت کھانے کی ممانعت کا سبب بیان کرتے ہوئے سیدنا عمر کا قول نقل کرتے ہیں:

''یہ مسلمانوں کے لیے مال برداری کا ذریعہ ہے۔''[4]

امام شافعی فرماتے ہیں:

''ہر وہ پالتو گدھا جس کے متعلق معلوم ہو خواہ وہ باپ کی جانب سے ہے یا ماں کی جانب سے کہ وہ پالتو ہے اس کا کھانا ہر حالت میں حرام ہے اور اسی طرح اس کی نسل کا کھانا بھی حرام ہے۔''[5]

---

[1]۔بخاری، الجامع الصحیح، کتاب المغازی، باب غزوہ خیبر، رقم الحدیث:4215
Bukhāri,*Al-Jāme Al-Sahih*, Kitāb Al-Maghāzī. Ch. Ghazwah Khaibar, H:4215

[2]. أحمد بن حنبل، المسند، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، لبنان، 1421ھ، رقم الحدیث:7039
Ahmad Bin Hanbal, *Al-Musnad*, Muassah Al-Risalah, Beirut,1421H, H:7039

[3]۔القسطلاني، أحمد بن محمد، ارشاد الساري، المطبعة الكبرى، الأميريه، مصر، 323ھ، 287/8
Qustalāni, Ahmad Bin Muhammad, *Irshad Al-Sārī*,Al Maktab al kubra al amiria,Misar,323 Hj,8:287

[4]۔ابن بطال، علی بن خلف، شرح صحیح البخاری، مکتبۃ الرشد، الریاض، 1423ھ، 145:5
Ibn Battal, Ali Bin Khalf, *Shrha Sahih Al Bukhari*, Riyadh, Maktabah Al-Rushd, 1423 H,145/5

[5]۔شافعی، محمد بن ادریس، الام، دار المعرفۃ، بیروت، 1410ھ، 275/2
Shāfī, Muhammad Bin Idrees, *Al-Umm*, Dār Al-Mārifah, Beirut,1410 H, 275/2

جلالہ کے متعلق موسوعہ فقہیہ کویتیہ میں یوں بیان کیا گیا ہے کہ دودھ والا نجاست کھانے والا جانور، جس کا گوشت کھایا جاتا ہے، جیسے اونٹ، گائے یا بکری جس کی اکثر غذا نجاست ہو اس کا دودھ پینا، حنفیہ، جنابلہ اور شافعیہ کے نزدیک (جیسا کہ نووی نے کہا ہے) کہ مکروہ ہے، اگر اس کی بو اور پسینہ میں کھائی ہوئی نجاست کی بدبو ظاہر ہو جائے۔ شافعیہ کے ہاں اصح کے بالمقابل یہ قول ہے کہ ان کا دودھ پینا حرام ہے، اس کی اصل ابن عمر□ کی وہ حدیث ہے:

"رسول اللہ نے نجاست کھانے والے جانور کا گوشت کھانے اور اس کا دودھ پینے سے منع فرمایا ہے۔"[1]

امام ابن حزم □ نجاست خور مرغی کو اس میں شامل نہیں کرتے، لیکن اکثریت کے مطابق مرغی سمیت تمام پرندے بھی اگر نجاست خور ہوں تو جلالہ ہی میں آئیں گے۔ ابواسحاق، المروزی، امام الحرمین، بغوی اور غزالی □ نے نجاست خور مرغی کے انڈے کو نجاست خور بکری، گائے وغیرہ کے دودھ پر قیاس کیا ہے۔ بلکہ ہر اس جانور کو جلالہ میں شامل کیا ہے جس کی پرورش نجس خوراک پر ہو، مثلاً ایسا بکری کا بچہ جس کی پرورش کتیا کے دودھ پر کی گئی ہو۔[2]

معلوم ہوا کہ جس جانور کی خوراک میں نجاست کی کثرت ہو، اس جانور (حیوان یا پرندہ) اس کا گوشت کھانا منع ہے، کیونکہ گوشت سے گندگی کی بدبو آئے گی یا ذائقہ خراب ہو گا یا پھر اس کا رنگ بدل جائے گا تو اسے کھانا نہیں چاہیے کیونکہ اس کے انسانی صحت پر مضر اثرات مرتب ہوں گے۔ ارشا□ باری تعالیٰ ہے:

"ویُحِل لهُم الطيِّبات ويُحرم عليْهِم الخبائِث۔"[3]

"اور ان کے لیے پاکیزہ چیزیں حلال کرتا اور ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے۔"

یورپی ممالک سمیت بہت سی جگہوں پر گدھے کا گوشت شوق سے کھایا جاتا ہے، لیکن نئی تحقیق کے مطابق نتائج اس کے برعکس ہیں۔ میڈیکل ریسرچ نے ثابت کیا ہے کہ نئی پھیلنے والی کئی بیماریوں کا سبب گدھے کا گوشت ہو سکتا ہے۔ Tick Bites اور گدھے کے گوشت کھانے سے خصوصاً یہ انفیکشن کا باعث ہے مثلاً کانگووائرس اور چیکونگینہ وائرس وغیرہ۔ ماہرین کے مطابق گدھے کا گوشت کھانے والوں کا ٹیسٹ کیا گیا ان میں سے زیادہ تر کانگووائرس والے بخار میں مبتلا تھے۔[4]

بدتہذیبی:

اسلام اپنے پیروں کاروں کو کھانے پینے، چلنے پھرنے، سونے جاگنے اور قضائے حاجت کے آداب سکھائے ہیں جسے اپنا کر انسان

---

[1] ۔الموسوعہ الفقھیہ الکویتیہ، وزارۃ الأوقاف والشئون الإسلامیہ، کویت، 1427ھ، 197/35
Al-Mousīah Al-Fiqhiah Al-Kuwiatiah, Kuwait, Wazārah Al-Auqāf wa Al-Shaūn Al-Islamiah Kawait, 1427 H, 197/35

[2] ۔ ابن حجر، فتح الباری، 648/9
Ibn Hajar,Fath Al Bari,648/9

[3] ۔الاعراف، 157:7
Sura al Araf,7:157

[4]. Wanrning over donky meat, by Gatonye Gathura USA Army Medical Research, Ministry of Health, International Center of Insect Physiology and Ecology KUA Tecnalogy , Update Thursday 13th Feb.

معاشرے کا مہذب فرد بن جاتا ہے۔اگر وہ ان آداب اور اصول و قوانین کو نہیں اپناتا تو غیر اخلاقی امور کو ہوا دیتا ہے اور حیوانی سطح سے بھی نیچے گر جاتا ہے۔ن ابو مثنیٰ جہنی فرماتے ہیں میں نے مروان سے سنا وہ حضرت ابو سعید خدری سے پوچھ رہے ہیں: کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے برتن میں سانس لینے سے منع فرمایا ہے جب آدمی پانی پی رہا ہو تو ابو سعید خدری کہنے لگے ہاں،ان کو ایک آدمی نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ ! میں ایک سانس سے سیر نہیں ہوتا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«فإذا تنفست، فنح الإناء عن وجهك» ، قال: فإني أرى القذى فأنفخها؟ قال: «فإذا رأيتها فأهرقها، ولا تنفخها»[1]،[وأن يمس ذكره بيمينه، وأن يستطيب بيمينه][2]

"جب تو سانس لے برتن میں اپنے چہرے سے کچھ دور کر لے۔" کہنے لگے اگر میں اس میں کوئی گندگی دیکھ کر پھونک ماردوں تو فرمایا:" اگر تو اسے دیکھے تو انڈیل دو، لیکن اس میں پھونک نہ مار۔"[اپنی شرمگاہ کو داہنے ہاتھ کے ساتھ چھونے اور داہنے ہاتھ کے ساتھ استنجاء کرنے سے منع فرمایا ہے۔"]

محل شاہد: معاشرے میں روز مرہ غیر اخلاقی افعال کو بجالانے سے بداخلاقی،بد تہذیبی جنم لیتی ہے پانی پیتے ہوئے برتن میں سانس لینے میں بھی بد اخلاقی کے اشارات شامل ہیں۔

مقاصد و حِکم:

مشکیزے یا ایسے برتن جس میں پانی کا ذخیرہ کیا جاتا ہو مثلاً صراحی وغیرہ ان سے براہ راست پانی پینا منع ہے چونکہ یہ ضرر کا باعث بن سکتا ہے۔مثلاً پانی میں اگر کوئی کیڑا وغیرہ ہو یا پانی میں کوئی گندگی واقع ہوئی ہو تو دیکھے بغیر پینے سے اس کے منہ میں جانے کا احتمال ہے جو ضرر کا باعث بن سکتا ہے۔[3]

پانی پیتے وقت برتن میں سانس نہ لینے کی حکمت یہ ہے کہ ایسا کرنے سے اس میں تھوک وغیرہ پڑ سکتا ہے جسے طبیعت ناگوار محسوس کرتی ہے۔برتن میں سانس لینا موجودہ طب کے لحاظ سے بھی درست نہیں،کیونکہ معدے کے بخارات پانی میں داخل ہو سکتے ہیں جس سے بیماری پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔نبی کریم ﷺ نے حفظ ماتقدم کے طور پر ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے۔اگر دودھ،پانی یا کوئی اور مشروب پیتے وقت سانس لینے کی ضرورت ہو تو برتن منہ سے ہٹا کر سانس لینا چاہیے۔برتن ہی میں سانس لے کر دوبارہ پینا شروع کر دینا کسی صورت بھی اچھا نہیں ہے۔[4]

---

[1].احمد بن حنبل،المسند،رقم الحدیث:11654

Ahmad Bin Hanbal, Al-Musnad, Hadith:11654

[2]مسلم بن حجاج،،الجامع الصحیح،کتاب الطھارۃ،باب النھي عن الاستنجاء بالیمین،رقم الحدیث:265-267

Muslim ,Al-Jāme Al-Sahīh, Chapter Al-Nahi anil Istanjā bil yameen, Hadith:265-267

[3] .دارمی،عبداللہ بن عبدالرحمن،سنن دارمی،اسلامی اکادمی،لاہور،س۔ن،106:2

Darmi, Abdullah Bin Abdul Rahman, *Sunan Dārmi,* Lahore, Islamic Academy,106/2

[4]۔حافظ عبدالستار الحماد،ہدایۃ القاری شرح صحیح البخاری،534:8

Hafiz Abdus-Sattar Al-Hammad, *Hidāyah Al-Qāri, Sharah* Sahīh *Al Bukhāri*, 534/8

اسی طرح قضائے حاجت کے آداب اور حکمت میں سے ہے کہ استنجاء کے لیے دایاں ہاتھ استعمال نہ کیا جائے، کیونکہ قدرت نے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر فضیلت دی ہے،اس لیے اس سے ان جیسے ادنی کام نہ لیے جائیں۔مزید حکمت بیان کرتے ہوئے کہا کہ اگر استنجاء کے لیے دایاں ہاتھ استعمال کیا جائے تو اسی ہاتھ سے کھانا کھاتے وقت طبیعت میں ناگواری سی ہو گی۔احمد دیدات لکھتے ہیں:

"ہمیشہ استنجاء الٹے ہاتھ سے کرنا چاہیئے کیونکہ بائیں ہاتھ سے استنجاء کیا جائے تو اس میں سے خاص قسم کی ضرر رساں شعاعوں کا اخراج ہوتا ہے جس سے انسانی جسم پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں اور یہ اثرات انسان کے دماغ اور حرام مغز کو متاثر کرتے ہیں اور ویسے بھی استنجاء والا ہاتھ اگر کھانے کے لیے استعمال کیا جائے گا تو اس سے طبیعت میں ناگواری اور کراہت کے نفوذ کا خطرہ رہتا ہے"[1]

احادیث نبویہ کی طرح جدید سائنس سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ کھانے پینے کی اشیاء میں پھونکنا، سانس لینا متعدد خطرناک بیماریوں کا سبب بنتا ہے۔

توہم پرستی

توہم پرستی یا بدشگونی ایک قسم کا عقیدہ ہے جو اس یقین پر مبنی ہے کہ کچھ واقعات صوفیانہ یا جادوائی وجوہات کی بنا پر پیش آتے ہیں مثلاً کہا جاتا ہے کہ منگل کے دن مہینے کی 13 تاریخ کو شادی کرنا بدقسمتی ہے، سالگرہ کے کیک پر شمع جلانے سے لڑکے کی خواہش پوری ہو گی وغیرہ وغیرہ۔اسلام ہمیشہ تدبر اور غور وفکر کی دعوت دیتا ہے اور اس میں توہم پرستی یا بدشگونی کی کوئی گنجائش نہیں یہ تمام چیزیں وسواس میں شامل ہیں جن کے بہت مضر اثرات مرتب ہوتے ہیں۔اس بنا اسلام اپنے نام لیواؤں کو ان سے منع فرماتا ہے۔حضرت عبد اللہ بن معقل کہتے ہیں:

أن النبيﷺ نهى أن يَبول الرجل في مستحمه وقال إن عامة الوسواس منهُ ۔[2]

"نبی اکرم ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ آدمی اپنے غسل خانے میں پیشاب کرے اور فرمایا: زیادہ تر وسوسے اسی سے پیدا ہوتے ہیں۔"

محل شاہد: نفس کو تذبذب کا شکار کرنے میں وسوسے کا بڑا عمل دخل ہے اور غسل خانے میں پیشاب کرنے سے اس کے چھنٹوں سے بچنا مشکل ہوتا ہے اس لیے غسل خانے میں پیشاب کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے جو اخلاقی طور پر نفاست پسندی کا مظہر ہے۔

مقاصد وحِکم:

علامہ مناوی نے 'فیض القدیر' شرح جامع الصغیر میں اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

---

[1]۔احمد دیدات، اسلامی نظام زندگی قرآن عصری سائنس کی روشنی میں، عبد اللہ اکیڈمی، لاہور، 2010ء، ص:268

Ahmad Didāt, Islāmi Nizām-e-Zindagi, Qur'ān Asri Secince ki Roshni me, Lahore, Abdullah Acadamy, 2010AD, p.268

[2]۔ترمذی، ابوعیسیٰ، محمد، بن عیسیٰ، مصطفى البابي، مصر، 1395ھ، أبواب الطهارة، باب ماجاء في كراهية البول في المغتسل، رقم الحدیث:21

Tirmidi, Abu Essa, Muhammad Bib Essa, Egypt: Mustafa Al babi,1395H, Abwāb Al-Tahārah, Bāb Mā Jā'a fi Karāhiyyah baool fil Mughtasil, Hadith:21

"نہانے والی جگہ (غسل خانہ) میں پیشاب کرنے سے منع اس لیے کیا گیا ہے کہ یہاں شیطانی وسوسے پیدا ہوتے ہیں، جنات وغیرہ حاضر ہوتے ہیں، بے پردگی ہوتی ہے اور خاص کر اگر جگہ سخت ہو تو انسان کے جسم پر پیشاب کے چھینٹے پڑ جاتے ہیں۔"[1]

احمد دیدات ؒ لکھتے ہیں:

"نہانے کی جگہ پر پیشاب کرنے سے انسان کے دماغی طور پر کمزور ہونے کا خطرہ ہوتا ہے اور یادداشت کمزور ہو جاتی ہے اسی طرح اس فعل کا مرتکب شکوک و شبہات کا شکار ہو کر نفسیاتی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے"۔[2]

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"غسل خانے میں بول و براز سے شہوت انگیزی کے امکان ہوتے ہیں جس سے معاشرتی برائیاں جنم لیتی ہیں اور گردے میں پتھری پیدا ہونے کا امکان بڑھ جاتا ہے"[3]

اسلام صفائی پسند اور حقانیت والا مذہب ہے، اسلام نے ہمیں صفائی کے متعلق بہت تاکید کی ہے یہاں تک کہ اسے نصف ایمان قرار دیا ہے۔ اخلاقی طور پر غسل خانہ میں پیشاب سے بچنا ہی افضل ہے خواہ وہ کچا ہو یا پکی اینٹوں کا۔ بے احتیاطی کی وجہ سے وسوسہ اور وہم کی بیماری پیدا ہوتی ہے، کیونکہ گندی چھینٹیں پڑنے کا وسوسہ رہتا ہے اسی بنا پر غسل خانہ میں پیشاب کرنے کی ممانعت ہے۔

تکبر و غرور

تکبر ایک مہلک مرض ہے جو انسان کو بہت سی اچھائیوں سے محروم کر دیتا ہے اور اس کے نتیجے میں اللہ اور رسول ﷺ کی ناراضگی ، ذلت و رسوائی کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے محروم ہو جاتا ہے۔ چادر کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانا تکبر کی علامت ہے اس کی ممانعت کے متعلق ابن عمر ؓ سے روایت ہے:

"نَهَى رسول اللهِ صلى اللهُ عليْهِ وسلم عن إِسبال الإِزار-"[4]

"رسول اللہ ﷺ نے چادر کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے سے منع فرمایا ہے۔"

محل شاہد: اسبال الازار (چادر کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانا) معاشرے میں تکبر و غرور اور بداخلاقی کی علامت ہے۔

مقاصد و حکم:

---

[1] ۔المناوي، زين الدين محمد، فيض القدير، المكتبة التجارية الكبرى، مصر، 1356ھ، 345/6
Al-Manāvi, Zain-ud-Din Muhammad,Faiz al Qadeer,Al Maktab Al Tajaria tul kubra,Misar,1356 Hj,6:345

[2] ۔دیدات، اسلامی نظام زندگی قرآن عصری سائنس کی روشنی میں، ص:264
Deedat, Islāmi Nizām e Zindagi Quran Asri Secince ki Roshni me, P:264

[3] ۔ایضاً Ibid

[4] . الطبراني، المعجم الكبير، 42112، رقم الحديث:13552
Al Tibrani,Al Mojam Al Kabeer,12:421,hadith no:13552

عہد نبوی میں عرب کے متکبر لوگوں کا یہ فیشن تھا کہ کپڑوں کے استعمال میں بہت اسراف سے کام لیتے تھے اور اس کو بڑائی کی علامت اور نشانی سمجھتے تھے۔ تہبند اس طرح باندھتے تھے کہ جب چلتے تو کنارہ زمین پر گھسٹا تھا، اسی طرح قمیض، عمامہ اور دوسرے کپڑوں میں بھی اسی قسم کے اسراف کے ذریعے اپنی چودھراہٹ کی نمائش کرتے تھے۔ کپڑا نیچے لٹکانے کی ممانعت سے متعلق بہت سی حکمتیں بیان کی گئی ہیں حدیث مبارکہ میں ہے۔

"اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا جو تکبر کرتے ہوئے اپنے کپڑے کو زمین پر کھسیٹ کر چلتا ہے۔"

دوسرے مقام پر یوں بیان کیا گیا ہے:

"جو شخص تکبر کی نیت سے اپنا کپڑا نیچے لٹکاتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا۔" یہ سن کر حضرت ابو بکر □ نے کہا: میرے کپڑے کا ایک گوشہ لٹک جاتا ہے مگر یہ کہ میں اس کا خوب اہتمام کروں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم ایسا بطور تکبر نہیں کرتے ہو۔"

لوگوں کے اخلاق اور تصرفات اچھے ہوں یا برے وہ ان کے دلوں کی عکائی کرتے ہیں۔ ان کے نفس برتنوں کی مانند ہیں اور برتن کی حیثیت اس میں ڈالی جانے والی چیز کے مطابق ہوتی ہے۔ کچھ لوگوں پر غفلت ایسے غالب آگئی کہ انہیں محسوس ہونے لگا کہ وہ اس دنیا میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ اس لیے اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ ہمارے ارد گرد کے لوگ ہمیں معاف کر دیں گے غفلت کے نتیجہ میں تکبر و غرور پیدا ہوتا گیا جس سے اخلاق عالیہ ملیامیٹ ہو گئے۔

خلاصہ بحث:

دنیا میں بسنے والے معاشروں میں انسانوں کے درمیان قوانین و ضوابط کی عملداری ایک ناگزیر امر ہوتا ہے یہی وجہ ہے کسی بھی طبقہ کی سوسائٹی اپنے افراد کے انفرادی یا اجتماعی معاملات میں اعتدال اور موزونیت رکھنے کے لیے انہیں اپنے دستور یا منشور کا پابند بناتی ہے۔ جس میں ہر انسان کے لیے حقوق و فرائض کے دائرہ کار کا تعین ہوتا ہے جس کا بڑا حصہ منہیات پر مشتمل ہوتا ہے۔ بلا تفریق اسلامی اور غیر اسلامی معاشروں میں مشترک اور یکساں اقدار میں اخلاقیات کا پہلو سب طبقات کے ہاں قابل قبول ہوتا ہے جو مخلوط معاشروں میں اتحاد و امن کے ضابطہ کا کردار ادا کرتا ہے۔ قرآنی تعلیمات میں احکام بندگی میں اللہ تعالی کی طرف سے جن اوامر کا حکم ہے ان میں سے وہ احکام بھی ہیں جن سے منع کیا گیا ہے اور ان کو اصطلاح میں نواہی کا نام دیا گیا ہے۔ بعینہ احادیث میں بھی ان نواہی کو ذکر کر دیا گیا ہے اور ذخیرہ احادیث میں منہیات سے متعلق وہ احادیث جن میں اخلاقی پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا ہے موجودہ معاشروں کے لیے بہت اہمیت کے حامل ہیں بلا تفریق اسلامی اور غیر اسلامی طبقات میں اگر ان منہیات پر عمل درآمد کروالیا جائے تو یقیناً یہ معاشرے امن و آشتی کا مظہر بن سکتے ہیں۔